رجسٹرڈ ایل نمبر

THE ALHAKAM

Qadian

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیا ور بزم مستان تا ببینی عالمے دیگر

بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی ؛ دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان
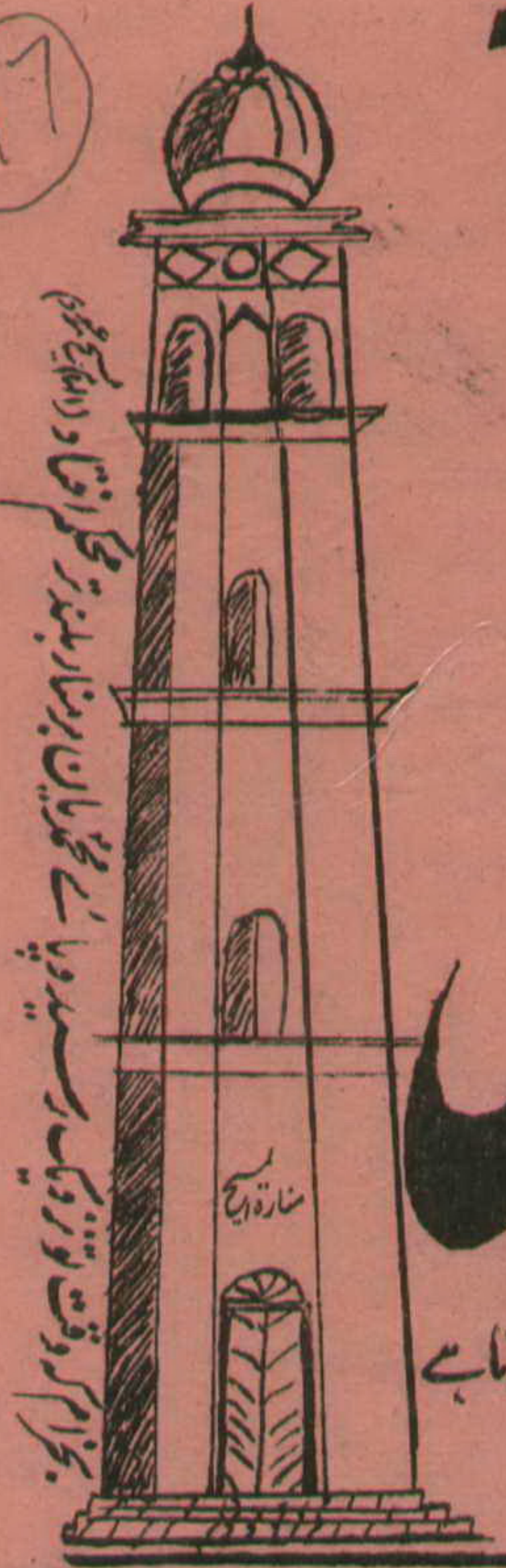
نمبر ۳۰	مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۴ء	جلد ۲۶

مبارکباد

مبارک ۔ مبارک ۔ مبارک

۲ اگست کو آٹھ بجے کے قریب طائران قدس مین ایک عجیب قسم کی چہل پہل تھی ایک دوسرے کو خوشخبری سنا رہی تھی اور جسکو دیکھو ہشاش بشاش تھا اور چہرون پر فرحت و خوشی کے آثار نمایان تھے ۔ اور ہر طرف مبارکباد کا شور برپا تھا ہائی سکول اور تمام دفاتر مین رخصت ہوگئی ۔ سبب دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آج خدا تعالیٰ نے مکرم و محترم جناب میر محمد اسحاق صاحب کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے ۔ اس موقعہ پر ہم مولود مسعود کے والدین اور جناب حضرت ام المومنین صاحبہ اور باقی تمام خاندان کی خدمت مین اپنی در اڈیٹر الحکم اور اسکے باقی عملہ اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے مبارکباد عرض کرتے ہین ۔ اور جماعت احمدیہ سے درخواست کرتے ہین کہ وہ اس

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

(از رشحات قلم جناب سید صادق حسین صاحب وکیل علالت اٹاوہ)

جناب سید صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مخلص صحابی ہین ۔ اور اپنے اندر احمدیت کے متعلق ایک خاص قسم کا جوش اور ولولہ رکھتے ہین ۔ اور ہر وقت تبلیغ کے لئے کوشان اور کمربستہ رہتے ہین ۔ جماعت احمدیہ اٹاوہ آپ ہی کی تبلیغ کا نتیجہ ہے ۔ خاکسار جبکہ میدان فتنہ ارتداد مین کام کر رہا تھا ۔ آپکی درخواست پر اٹاوہ گیا ۔ آپ نے علاوہ دیگر اشعار کے یہ مناجات بھی سنائی جس مین اپنے گناہون کا اقرار کرکے اور ندامت و پشیمانی کا اظہار کرکے جو توبہ کا اصل مفہوم ہے خدا تعالیٰ سے مغفرت طلب کی ہے ۔ چونکہ یہ مناجات ابھی تک شائع نہین ہوئی تھی ۔ اسلئے میری درخواست پر آپنے الحکم مین شائع ہونیکے لئے بھیجدی ہے ۔ جسکے لئے مین سید صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہون ۔

شمس

الٰہی مین گرفتار بلا ہون
حزین و خستہ حال و بینوا ہون
پریشان خاطر و غمناک ہون مین
جگر افگار و سینہ چاک ہون مین
ہجوم یاس سے افراط غم ہے
مجھے گھیرے ہوئے ابر الم ہے
گھٹائین غم کی سر پر چھارہی ہین
بلاؤن پر بلائین آرہی ہین
الٰہی مین گناہون سے خجل ہون
سیہ کار و ذلیل و منفعل ہون
گل پژمردہ باغ طرب ہون
سیہ بختی مین رشک تیرہ شب ہون
فسردہ برگ کشت جستجو ہون
بریدہ شاخ نخل آرزو ہون
غم و رنج و الم کا ہون خزینہ
پریشانی کی خاتم کا نگینہ

خواجہ پریس ... مین باہتمام احمد ... پرنٹر کے چھپا اور شیخ یعقوب علی صاحب تراب ... قادیان سے شائع کیا۔

کسی خستہ جگر کا مین خلش ہون
کسی بیتاب کے دل کی تپش ہون
کسی کی مین نگاہ واپسین ہون
فغان عاشق صحرا نشین ہون
خزان دیدہ گلستان امل ہون
فدائے مرگ مشتاق اجل ہون
الٰہی مین ہون اس دل سے بہت تنگ
نہ سمجھا جس نے کیا ہے نام اور ننگ
رہا مفتون چشم فتنہ آرا
ہمیشہ کاکل پیچان کا مارا..
رہا سودائے گیسو میرے دل مین
سیہ کاری ہے گویا آب و گل مین
مٹا مین حسن ظاہر پر خدایا
یہ ابر نا سپاسی مجھپہ چھایا..
رہا ترچھی نگاہون کا مین گھایل
ہمیشہ صورت دلکش پہ مائل
رہا مین شیفتہ روئے حسین کا
رکھا عشق نے مجھکو کہین.. کا..
رہی عشق مجازی مین تگ و دو
حقیقی سے نہ ایک دم بھی لگی.... لو
در معشوق پر کی جبہہ سائی
نہ سجدہ مین کبھی گردن جھکائی
ہوا حاصل یہ عشق ماسوا مین
کہ تیری یاد سے غافل رہا... مین
معاصی مین گئی گذری جوانی
ملاہی مین کٹی یہ زندگانی
نہ سمجھا مینے بد اور نیک مین فرق
گناہون مین ہون سر سے پانون تک غرق
غرض یون بیش قیمت وقت کھو کر
ہوا تائب مین اب شرمندہ ہو کر

الٰہی مین تیرے در پر ہون آیا
ندامت کے پسینہ مین نہایا
جگر مین جوش ہے اور لب پہ شیون
ہوا ہے تر میرا اشکون سے دامن
چھڑانیکو یہ داغ روسیاہی
پڑا ہون سر بسجدہ یا الٰہی..
کرم کن اے خدائے بندہ پرور
طفیل آن شفیع روز محشر
دلم از مہر خود آباد گردان
بہ لطف روح صادق شاد گردان

حضرت خلیفۃ المسیح کی محض خدمت اسلام کیلئے پر ایثار سفر ولایت کے متعلق

”پیغام صلح“ کے کمینہ حملون پر

جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے اظہار ملامت و نفرت

جماعت احمدیہ راولپنڈی کی آواز

جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے حسب ذیل ریزولیوشن بذریعہ تار ارسال فرمائے ہین:

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے خاص اجلاس منعقدہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۴ء مین مندرجہ ذیل ریزولیوشن اتفاق رائے کے ساتھ پاس کئے گئے۔

(۱) جماعت احمدیہ راولپنڈی ان ناپاک اور سفیہانہ حملون کو جو ”پیغام صلح“ مجریہ ۱۷ جولائی مین حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے سفر ولایت کے متعلق کئے گئے ہین۔ سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور حیران ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف منسوب کرتے ہوئے کسطرح بے باکی کیساتھ حضور کی ذریۃ طیبہ پر اس قسم کے گندے اور کمینے الزام لگاتے ہین۔ نیز بیس نامعقول رائے کا اظہار احمدیہ جماعت کے مردون اور عورتون کی نسبت ”پیغام صلح“ نے کیا ہے اس کو سخت بیہودہ اور بالکل بے بنیاد قرار دیتی ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ راولپنڈی اعلان کرتی ہے کہ جن پاک اور اہم اغراض کو لیکر اور جن ذاتی مشکلات اور تفکرات کی موجودگی مین حضرت خلیفۃ المسیح نے سفر ولایت اختیار کیا ہے۔ انکو مدنظر رکھتے ہوئے جو رقم بھی اس سفر پر خرچ ہوگی۔ اس کو حصہ رسدی برداشت کرنا ہم لوگ اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہین۔ بلکہ ہماری آرزو ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی مین بزور درخواست کی جائے۔ کہ حضور کے ذاتی اخراجات کو بھی بیت المال سے ادا کرنیکی اجازت فرماوین۔ کیونکہ ہم لوگون پر یہ بات شاق گذرتی ہے کہ حضور کے اس سفر کا بوجھ جو خالص دینی اغراض پر مشتمل ہے حضور کی جیب خاص پر پڑے۔

(۳) جماعت احمدیہ راولپنڈی ان لیڈنگ مضامین کو جو الفضل کی اشاعت ہائے ۲۹۔ اور ۳۱ جولائی ۱۹۳۴ء مین ”پیغام صلح“ کے جواب مین چھپے ہین۔ بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور ان کے ایک ایک لفظ کے ساتھ اتفاق رکھتی ہے۔

(۴) جماعت احمدیہ راولپنڈی امید رکھتی ہے کہ دوسری بڑی بڑی جماعتین بھی اسی طرح پیغام صلح کے اس غیر شریفانہ حملون پر اظہار نفرت کرینگی۔

(۵) جماعت احمدیہ راولپنڈی فیصلہ کرتی ہے کہ ان ریزولیوشنون کی کاپیان اخبار الفضل اور علاوہ دیگر اخبارات سلسلہ کے دیگر اسلامی اخبارات کو بھی بغرض اشاعت بھیجی جاوین۔ اور الفضل اور مسلم آوٹ لک کو بذریعہ تار بھی اطلاع دیجاوے۔

دارالامان قادیان کی خبرین

(۱) حضرت ام المومنین بخیریت ہین۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے تینون گھرون مین خیریت ہے۔ صرف امۃ الحفیظ بعارضہ بخار علیل ہے اور حضرت میان شریف احمد صاحب کے گھر مین ہر طرح خیریت ہے۔ حضرت نواب صاحب اور میان عبداللہ خان صاحب کے اہل و عیال مین خیریت ہے۔ منصورہ بیگم اب پہلے سے اچھی ہے۔ حضرت میان بشیر احمد صاحب کا لڑکا میان مظفر احمد بدستور بیمار ہے احباب دعا فرماوین۔ حضرت خلیفہ اول کے گھر مین خیریت ہے۔

(۲) ۵ تاریخ کو مولوی عبدالسلام صاحب کے لڑکے کا عقیقہ ہوا۔

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح کے تمام رفقاء سفر کے گھرون مین خیریت ہے۔

(۴) برادرم محمد امین خانصاحب مجاہد بخارا۔ اور جناب چوہدری علی محمد صاحب کے گھر مین خیریت ہے اور لڑکے پیدا ہوئے ہین۔ ہر دو صاحبان کو مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ ان ہر دو بچون کو عمر دراز عطا فرمائے۔ اور دین کا خادم بنائے۔ آمین۔

(۵) کراچی مین ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ اگست کو احمدیون کا جلسہ ہوگا جسکیلئے مفتی محمد صادق صاحب ۱۱ اگست کو قادیان دارالامان سے روانہ ہو گئے آپکا لیکچر انگریزی مین ہوگا (۶) تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان مین ۱۴ اگست سے موسمی تعطیلات شروع ہو جائینگی۔ اور مدرسہ احمدیہ انشاءاللہ ۲۵ اگست کو کھل جائیگا۔ جماعت احمدیہ کو ان ہر دو مدرسون کی ترقی کیلئے خاص طور پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ (۷) اکثر ایام مین مطلع ابر آلود رہتا ہے۔ جس دن بارش نہو۔ اسدن درس قرآن مجید و حدیث باقاعدہ عصر کے بعد مسجد مین اقصیٰ مین ہوتا ہے (۸) ۱۵ اگست بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ مین حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر ولایت پر پیغام صلح کے کمینہ حملون پر جماعت احمدیہ قادیان نے اظہار ملامت و نفرت کا ریزولیوشن

آیت خاتم النبیین سے استدلال

(۲)

آیت کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے جو معنے سمجھ مین آتے ہین -

اِس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ قرآن مجید ایک منظم کلام ہے بکھرے ہوئے موتیون کی طرح نہین - اسلئے ضروری ہے - کہ ہم اس آیت کے سیاق وسباق کو بنظر عمیق دیکھین - اور بحکم ایزدی تدبر کر کے معلوم کرین کہ آیت مین خاتم النبیین سے کیا مراد ہے -
قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرنیکے لئے بار بار تاکید کیگئی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے - کتاب انزلنٰہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ (ص ۱) یہ ایک کتاب مبارک ہے جسے ہم نے تیری طرف اسلئے نازل کیا ہے کہ لوگ اسکی آیات مین تدبر کرین - اسی طرح فرماتا ہے - افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ان لوگون کو کیا ہو گیا - کہ یہ قرآن مجید مین تدبر نہین کرتے اور اگر یہی قرآن کسی غیر اللہ کی بنائی ہوئی کتاب ہوتی تو اسمین یہ اپنا آنا جانا بہت پاتے - اختلاف کے معنے آنا جانا جیسے اختلاف اللیل والنہار مین اختلاف سے مراد آنا جانا ہے - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - لوگون کی حالت پر افسوس ہے کہ یہ قرآن مجید جیسی کتاب مین جو پر از معارف وحقائق ہے - اسی لئے تدبر نہین کرتے کہ یہ میری طرف سے نازل ہوئی ہے اور اگر یہی قرآن مجید کتاب خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور مصنف کی تصنیف کردہ ہوتی تو پھر یہ خوب غور وخوض اور تفکر و تدبر سے اسکے مسائل کو حل کرنیکی کوشش کرتے اور استادون سے جا کر پڑھتے اور اسکے حل غوامض کیلئے ان کی طبائع مین ایک بے چینی اور اضطراب سا ہوتا - جیسا کہ آج کل غیر احمدی عربی مدارس کے طلبا کی طبائع مین حمد اللہ یا قاضی مبارک اور صدرا وغیرہ کتب منطق اور فلسفہ کے تفہیم و تفہم کے لئے اضطراب پایا جاتا ہے - مگر قرآن مجید کی آیات مین تدبر نہین کرتے - حالانکہ اس اصول کے مطابق کہ جتنے بڑے محقق مصنف کی کتاب ہو اتنا ہی اسمین غور کیا جاتا ہے - چاہیئے تھا کہ قرآن مجید مین زیادہ تدبر کیا جاتا - کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا -
اسکے بعد ہم آیات متنازعہ فیہ اور اس سے پہلی آیات مین تدبر کر کے دیکھتے ہین کہ خاتم النبیین سے کیا مراد ہے -
آیات متنازعہ فیہا سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے متبنّٰی زید کی بیوی زینب سے نکاح کرنے کا ذکر ہے اور متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کرنا عرب کی رسم کے موافق نہایت قبیح اور مکروہ تھا کیونکہ اہل عرب متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کے حقوق دیا کرتے تھے اور اس کی بیوی سے شادی کرنا ایسے ہی ممنوع و حرام سمجھتے تھے - جیسے اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے - جب خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا - کہ اس قبیح رسم کو مٹایا جائے تو خدا تعالیٰ نے - زید کی مطلقہ بیوی سے نکاح کی اجازت دی اور آپ نے اس اجازت کے بعد زینبؓ سے نکاح کر لیا - تب عربون نے اعتراض کیا - کہ دیکھو اس شخص نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے - اور آجتک عیسائی اور آریہ بھی یہی اعتراض کرتے چلے آتے ہین - کہ آپ نے اپنی بہو سے شادی کر لی - سو اس اعتراض کا جواب خدا تعالیٰ نے آیت متنازعہ فیہا مین دیا ہے - کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم - کہ تمہارا یہ اعتراض کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے - بالکل لغو اور بے ہودہ اعتراض ہے - کیونکہ بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا تو تبھی ہو سکتا ہے کہ پہلے آپکا کوئی بیٹا موجود ہو - مگر آنحضرت تو تمہارے مردون مین سے ظاہری طور پر کسی کے باپ ہی نہین تو پھر کیسے کہتے ہو - کہ اپنی بہو سے شادی کر لی -
اور اسی سورت مین پہلے خدا تعالیٰ فرما چکا ہے - وما جعل ادعیاءکم ابناءکم ذالکم قولکم بافواھکم - کہ خدا نے تمہارے منہ بولے بیٹون کو تمہارے بیٹے نہین بنایا یہ تمہارے اپنے مونہون کی باتین ہین - صرف منہ کے کہدینے سے کوئی کسی کا بیٹا نہین ہو جایا کرتا -

لکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اب سوال ہوتا ہے کہ ان کے اعتراض کا جواب تو ماکان محمد ابا احد من رجالکم مین پورا ہو چکا تھا کیونکہ - ان کا سوال یہ تھا - کہ بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی جواب دیا کہ آپ کا کوئی بیٹا ہی نہین ہے - تو بیٹے کی بیوی کہان سے آگئی - اب لکن رسول اللہ کا فقرہ لانیکی کیا غرض تھی سو یاد رہے - کہ لکن عربی زبان مین استدراک کیلئے آتا ہے -
(۱) لکن للاستدراک ومعنی الاستدراک رفع توہم یتولد من الکلام المتقدم توسط بین الکلامین متغائرین نفیا واثباتا معنی ای تغایرا معنویا والضروری ہو المعنوی - (شرح جامی)
(۲) لکن خفیفۃ وثقیلۃ للاستدراک وہو رفع التوہم الناشی عن السابق وشرط الاختلاف کیفا ولو معنی (مسلم الثبوت)
یعنی لکن نون ساکن کے ساتھ ہو - یا مشدد کے ساتھ ہو استدراک کیلئے ہے - اور وہ یہ ہے - کہ کوئی وہم جو پہلے کلام سے پیدا ہوتا ہو اسکو ہٹا دینا اور مٹا دینا - اور لکن ہمیشہ ایسی دو کلامون کے درمیان آتا ہے - جن کا آپس مین نفی اور اثبات کا فرق ہوتا ہے - اگرچہ وہ تغایر معنوی ہو -

شبہ کیا پیدا ہوتا تھا،

آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم - سے پھر یہ شبہ وارد ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی نہین ہین کیونکہ اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا تھا کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم کہ یہ نبی مومنون کا ان کی جانون سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور بڑا رحیم اور شفیق ہے - اور آپکی ازواج مطہرات مومنون کی مائین ہین - جب آپکی ازواج مومنون کی مائین ہوئین - تو آپ مومنون کے باپ ٹھیرے - اور یہان ابوت بلحاظ آپ کے نبی ہونیکے ثابت کیگئی ہے - اور آیت متنازعہ فیہا مین آپ کی ابوت سے بالکل انکار کر دیا - اور کہا کہ وہ تمہارے مردون مین سے کسی کے باپ نہین اور نفی مطلقہ سے ابوت روحانی و جسمانی دونون کی نفی ہو جاتی تھی - اسلئے یہ شبہ پڑتا تھا کہ آپ نبی بھی نہین ہین - کیونکہ اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کی ابوت روحانی سے انکار نہ کیا جاتا -
سو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے

لکن رسول اللہ -

فرمایا - کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہین - یعنی مومنون کے روحانی باپ ہین -
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس شبہ کا ازالہ کرنا مقصود تھا وہ تو رسول اللہ کہنے سے زائل ہو گیا پھر خاتم النبیین لانیکی کیا ضرورت پیش آئی
جواب کتب عقائد مین یہ صریح طور پر لکھا گیا ہے - کہ ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے - جیسا کہ جمل شارح جلالین نے لکھا ہے -

وکل رسول ابو امتہ

اور فتح البیان مین زیر آیت ولکن رسول اللہ نسفی کا قول نقل کیا ہے -
قال النسفی وکل رسول ابو امتہ فیما یرجع الی وجوب التوقیر والتعظیم لہ علیہم ووجوب الشفقۃ والنصیحۃ لہم علیہ "
ان دونون حوالون سے ظاہر ہے - کہ ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے - اور آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول کہکر امت محمدیہ کا باپ قرار دیا تو اس مین دوسرے انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت اور فضیلت ظاہر نہین ہوتی تھی - اسلئے -

خاتم النبیین،

فرما کر آپ کو دوسرے رسولون سے ممتاز کر دیا - کہ وہ نبی تو صرف اپنی امت یعنی عام مومنون کے باپ ہوتے رہے ہین -
مگر آپ ایسے عظیم الشان نبی ہین - کہ انبیاء کے بھی باپ ہین - آپ کی اتباع اور آپ کے افاضہ روحانی سے انسان نبی بھی بن سکتا ہے - اور نیز اس مین اسبات کا بھی جواب دیا گیا ہے - جو سورہ کوثر کی آیت ان شانئک ہو الابتر سے پڑتا تھا - کیونکہ اس آیت مین بے پسر اور مقطوع النسل اور تباہ و ذلیل ہونا - اور آیندہ کیلئے کسی نام لیوا کا نہ رہنا آپ کے دشمن کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے - اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم - سے یہی نقشہ آنحضرتؐ پر چسپان ہوتا تھا - اسلئے لکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمایا - کہ آپکو روحانی اولاد سب انبیاء سے ٹھیرا دیگی - کیا بلحاظ کیفیت کے اور کیا بلحاظ کمیت کے - اور اگر پہلے انبیاء عام مومنون کے باپ ہوتے تھے تو آپکی امت سے بعض وہ افراد بھی ہونگے - جو نبی ہونگے اور آپکی جماعت ترقی کریگی اور قیامت تک آپ پر درود بھیجنے والے کروڑون کی تعداد مین موجود رہینگے - اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید -
اور اگر خاتم النبیین سے مراد نبیون کے ختم کرنیوالے ہون تو اسکا بیان کرنا محض لغو اور بیہودہ ہو گا - کیونکہ اسکا مفہوم اور لکن رسول اللہ کا مفہوم شبہ کے ازالہ کرنیکے لحاظ سے ایک ہی ہے - کیونکہ خاتم النبیین سے بھی صرف آپکا نبی ہونا ہی ثابت ہوتا ہے - جو رسول اللہ کے لفظ مین آچکا ہے اور یہی ان معنون کے لحاظ سے خاتم النبیین کا لفظ مقام مدح مین

آیت خاتم النبیین سے استدلال

(۲)

آیت کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے جو معنے سمجھ میں آتے ہین

اِس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ قرآن مجید ایک منظم کلام ہے بکھرے ہوئے موتیون کی طرح نہین۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ ہم اس آیت کی سیاق وسباق کو بنظر عمیق دیکھین۔ اور بحکم ایزدی تدبر کرکے معلوم کرین کہ آیت مین خاتم النبیین سے کیا مراد ہے۔
قرآن مجید مین تدبر و تفکر کرنیکے لئے بار بار تاکید کیگئی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کتاب انزلنٰہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ (ص ۱)
یہ ایک کتاب مبارک ہے جسے ہم نے تیری طرف اسلئے نازل کیا ہے کہ لوگ اسکی آیات مین تدبر کرین۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا
ان لوگون کو کیا ہو گیا۔ کہ یہ قرآن مجید مین تدبر نہین کرتے اور اگر یہی قرآن کسی غیر اللہ کی بنائی کتاب ہوتی تو اسمین یہ اپنا آنا جانا بہت پاتے۔ اختلاف کے معنے آنا جانا جیسے اختلاف اللیل والنہار مین اختلاف سے مراد آنا جانا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگون کی حالت پر افسوس ہے کہ یہ قرآن مجید جیسی کتاب مین جو پر از معارف وحقائق ہے۔ اسی لئے تدبر نہین کرتے کہ یہ میری طرف سے نازل ہوئی ہے اور اگر یہی قرآن مجید کتاب خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور مصنف کی تصنیف کردہ ہوتی تو پھر یہ خوب غور وخوض اور تفکر وتدبر سے اسکے مسائل کو حل کرنیکی کوشش کرتے اور استادون سے جا کر پڑھتے اور اسکے حل غوامض کیلئے ان کی طبائع مین ایک بے چینی اور اضطراب سا ہوتا۔ جیسا کہ آج کل غیر احمدی عربی مدارس کے طلبا کی طبائع مین حمد اللہ یا قاضی مبارک اور صدرا وغیرہ کتب منطق اور فلسفہ کے تفہیم وتفہم کے لئے اضطراب پایا جاتا ہے۔ مگر قرآن مجید کی آیات مین تدبر نہین کرتے۔ حالانکہ اس اصول کے مطابق کہ جتنے بڑے محقق مصنف کی کتاب ہو اتنا ہی اسمین غور کیا جاتا ہے۔ چاہیئے تھا کہ قرآن مجید مین زیادہ تدبر کیا جاتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔
اسکے بعد ہم آیات متنازعہ فیہ اور اس سے پہلی آیات مین تدبر کرکے دیکھتے ہین کہ خاتم النبیین سے کیا مراد ہے۔
آیات متنازعہ فیہا سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے متبنّیٰ زید کی بیوی زینب سے نکاح کرنے کا ذکر ہے اور متبنّیٰ کی بیوی سے نکاح کرنا عرب کی رسم کے موافق نہایت قبیح اور مکروہ تھا کیونکہ اہل عرب متبنّیٰ کو حقیقی بیٹے کے حقوق دیا کرتے تھے اور اس کی بیوی سے شادی کرنا ایسے ہی ممنوع وحرام سمجھتے تھے۔ جیسے اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے۔ جب خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا۔ کہ اس قبیح رسم کو مٹایا جائے تو خدا تعالیٰ نے۔ زید کی مطلقہ بیوی سے نکاح کی اجازت دی اور آپ نے اس اجازت کے بعد زینبؓ سے نکاح کر لیا۔ تب عربون نے اعتراض کیا۔ کہ دیکھو اس شخص نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے۔ اور آجتک عیسائی اور آریہ بھی یہی اعتراض کرتے چلے آتے ہین۔ کہ آپ نے اپنی بہو سے شادی کر لی۔ سو اس اعتراض کا جواب خدا تعالیٰ نے آیت متنازعہ فیہا مین دیا ہے۔ کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ کہ تمہارا یہ اعتراض کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ بالکل لغو اور بیہودہ اعتراض ہے۔ کیونکہ بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا تو تبھی ہو سکتا ہے کہ پہلے آپکا کوئی بیٹا موجود ہو۔ مگر آنحضرت تو تمہارے مردون مین سے ظاہری طور پر کسی کے باپ ہی نہین تو پھر کیسے کہتے ہو۔ کہ اپنی بہو سے شادی کر لی۔
اور اسی سورت مین پہلے خدا تعالیٰ فرما چکا ہے۔ وماجعل ادعیاءکم ابناءکم ذالکم قولکم بافواھکم۔ کہ خدا نے تمہارے منہ بولے بیٹون کو تمہارے بیٹے نہین بنایا یہ تمہارے اپنے مونہون کی باتین ہین۔ صرف منہ کے کہدینے سے کوئی کسی کا بیٹا نہین ہو جایا کرتا۔

لکن رسول اللہ وخاتم النبیین

اب سوال ہوتا ہے کہ ان کے اعتراض کا جواب تو ماکان محمد ابا احد من رجالکم مین پورا ہو چکا تھا کیونکہ ان کا سوال یہ تھا۔ کہ بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی جواب دیا کہ آپ کا کوئی بیٹا ہی نہین ہے۔ تو بیٹے کی بیوی کہان سے آگئی۔ اب لکن رسول اللہ کا فقرہ لانیکی کیا غرض تھی سو یاد رہے۔ کہ لکن عربی زبان مین استدراک کیلئے آتا ہے۔
(۱) لکن للاستدراک ومعنی الاستدراک رفع توھم یتولد من الکلام المتقدم توسط بین الکلامین متغایرین نفیا واثباتا معنًی ای تغایراً معنویا والضروری ھو المعنوی۔ (شرح جامی)
(۲) لکن خفیفۃ وثقیلۃ للاستدراک وھو رفع التوھم الناشی عن السابق وشرط الاختلاف کیفا ولو معنی (مسلم الثبوت)
یعنی لکن نون ساکن کے ساتھ ہو۔ یا مشدد کے ساتھ ہو استدراک کیلئے ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کوئی وہم جو پہلے کلام سے پیدا ہوتا ہو اسکو ہٹا دینا اور مٹا دینا۔ اور لکن ہمیشہ ایسی دو کلامون کے درمیان آتا ہے۔ جن کا آپس مین نفی اور اثبات کا فرق ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ تغایر معنوی ہو۔

شبہ کیا پیدا ہوتا تھا،

آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ سے پھر یہ شبہ وارد ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی نہین ہین کیونکہ اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا تھا کہ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم کہ یہ نبی مومنون کا ان کی جانون سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور بڑا رحیم اور شفیق ہے۔ اور آپکی ازواج مطہرات مومنون کی مائین ہین۔ جب آپکی ازواج مومنون کی مائین ہوئین۔ تو آپ مومنون کے باپ ٹھیرے۔ اور یہان ابوت بلحاظ آپ کے نبی ہونیکے ثابت کیگئی ہے۔ اور آیت متنازعہ فیہا مین آپ کی ابوت سے بالکل انکار کر دیا۔ اور کہا کہ وہ تمہارے مردون مین سے کسی کے باپ نہین اور نفی مطلقہ سے ابوت روحانی وجسمانی دونون کی نفی ہو جاتی تھی۔ اسلئے یہ شبہ پڑتا تھا کہ آپ نبی بھی نہین ہین۔ کیونکہ اگر آپ نبی ہوتے تو آپ کی ابوت روحانی سے انکار نہ کیا جاتا۔
سو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے

لکن رسول اللہ۔

فرمایا۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہین۔ یعنی مومنون کے روحانی باپ ہین۔
اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس شبہ کا ازالہ کرنا مقصود تھا وہ تو رسول اللہ کہنے سے زائل ہو گیا پھر خاتم النبیین لانیکی کیا ضرورت پیش آئی

جواب کتب عقائد مین یہ صریح طور پر لکھا گیا ہے۔ کہ ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ جیسا کہ جمل شارح جلالین نے لکھا ہے۔

وکل رسول ابو امتہ

اور فتح البیان مین زیر آیت ولکن رسول اللہ نسفی کا قول نقل کیا ہے۔
"قال النسفی وکل رسول ابو امتہ فیما یرجع الی وجوب التوقیر والتعظیم لہ علیھم ووجوب الشفقۃ والنصیحۃ لھم علیہ"
ان دونون جوابون سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک رسول اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ اور آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رسول کہکر امت محمدیہ کا باپ قرار دیا تو اس مین دوسرے انبیاء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت اور فضیلت ظاہر نہین ہوتی تھی۔ اسلئے

"خاتم النبیین"

فرما کر آپ کو دوسرے رسولون سے ممتاز کر دیا۔ کہ اور نبی تو صرف اپنی امت یعنی عام مومنون کے باپ ہوتے رہے ہین۔
مگر آپ ایسے عظیم الشان نبی ہین۔ کہ انبیاء کے بھی باپ ہین۔ آپ کی اتباع اور آپ کے افاضہ روحانی سے انسان نبی بھی بن سکتا ہے۔ اور نیز اس مین اسبات کا بھی جواب دیا گیا ہے۔ جو سورہ کوثر کی آیت ان شانئک ھو الابتر سے پڑتا تھا۔ کیونکہ اس آیت مین بے پسر اور مقطوع النسل اور تباہ و ذلیل ہونا۔ اور آیندہ کیلئے کسی نام لیوا کا نہ رہنا آپ کے دشمن کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ سے یہی نقشہ آنحضرتؐ پر چسپان ہوتا تھا۔ اسلئے لکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمایا۔ کہ آپکو روحانی اولاد سب انبیاء سے بڑھکر دیجاویگی۔ کیا بلحاظ کیفیت کے اور کیا بلحاظ کمیت کے۔ اور اگر پہلے انبیاء عام مومنون کے باپ ہوتے تھے تو آپکی امت سے بعض وہ افراد بھی ہونگے۔ جو نبی ہونگے اور آپکی جماعت ترقی کریگی اور قیامت تک آپ پر درود بھیجنے والے کروڑون کی تعداد مین موجود رہینگے۔ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔
اور اگر خاتم النبیین سے مراد نبیون کے ختم کرنیوالے ہون تو اسکا بیان کرنا محض لغو اور بیہودہ ہوگا۔ کیونکہ اسکا مفہوم اور لکن رسول اللہ کا مفہوم شبہ کے ازالہ کرنیکے لحاظ سے ایک ہی ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین سے بھی صرف آپکا نبی ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔ جو رسول اللہ کے لفظ مین آ چکا ہے اور یہی ان معنون کے لحاظ سے خاتم النبیین کا لفظ مقام مدح مین

ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے۔ تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے"

پس اگر خاتم النبیین کے معنے جو ہم نے کئے ہیں نہ لئے جائینگے۔ تو خاتم النبیین کے الفاظ کا مقام مدح میں بیان کرنا یا رسول اللہ کے ہونے سے جو پیدا ہو سکتا شبہ کے ازالہ کے لئے لانا محض لغو ہے۔ فافہم

شمس

پیغامی طائفہ پر حجت تمام

منکرین نبوت کچھ تو شرمائیں

مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی کتاب "خاتم النبیین" پر ہمارے پیغامی دوستوں کو عموماً اور مولوی محمد علی کو خصوصاً فخر و ناز ہے جسکا اظہار متعدد مرتبہ انکی تحریروں میں ہو چکا ہے میں نے اس کتاب کو بغور دیکھا اور بار بار مطالعہ کیا مگر اس کو رطب و یابس کا پلندہ پایا۔ اور کہا ہے سہ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا۔ جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نکلا لیکن مثل مشہور ہے "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے" لہذا میں ذیل میں اسی کتاب سے ایک حدیث لیکر پیش کرتا ہوں۔ تاکہ اس طائفہ طاغیہ پر حجت تمام ہو۔ اور حق واضح ہو لکھا ہے۔ "عن ابن عباس قال قال رسول اللہ انا اول من یاخذ بحلقۃ الجنۃ فیفتحہا ومعی فقراء المومنین وانا سید الاولین والآخرین من النبیین ولا فخر رواہ الدیلمی" (کتاب مذکور صفحہ)

ترجمہ۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے کواڑ کھولکر داخل ہوگا اور میرے ساتھ فقیر مومن بھی ہونگے اور میں نبیوں میں سے اولین اور آخرین کا سردار ہوں ولا فخر۔

ناظرین! اس حدیث میں جو پیغام پارٹی کی مسلم حدیث ہے۔ صاف الفاظ ہیں انا سید الاولین والآخرین من النبیین۔ کہ میں اولین اور پچھلے نبیوں کا سردار ہوں

ہمارا استدلال (۱) یہ حدیث اجرائے نبوت کی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلعم نے اپنے آپ کو نبیوں میں سے اولین و آخرین کا سردار قرار دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی نے ہی نہ آنا تھا جیسا کہ عداوت محمود میں پیغامیوں کا خیال ہے تو اس سے نبی کریم صلعم کا یہ کہنا کہ میں آخرین (پیچھے اور بعد میں آنیوالے) نبیوں کا سردار ہوں۔ نعوذ باللہ غلط محض ثابت ہوتا ہے۔

(۲) مولوی محمد علی صاحب کی کتاب "آخری نبی" کا دو لفظہ جواب ہے کیونکہ۔ اس میں آپ نے "آخری نبی" کے معنے "جسکے بعد نبی نہ ہو" ثابت کرنیکی سعی ناکام کی ہے۔ اور حضور سرور کائنات باوجود "آخری نبی" ہونیکے آئندہ نبیوں کی بشارت دیتے ہیں۔ یہ لفظ آخرین جمع ہے اگر "آخری نبی" کے وہ معنے ہوتے جو مولوی محمد علی صاحب نے کئے ہیں تو نبی کریم صلعم کا لفظ آخرین بصیغہ جمع فرمانا غلط ٹھہرتا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ کیونکہ آخرین سے ظاہر ہے۔ کہ وہ بہت سے ہونگے اور ہر ایک ان میں کا "آخری نبی" ہوگا پس پیغام پارٹی کی مسلمہ اور مایہ ناز حدیث سے جسطرح یہ ثابت ہوا کہ آئندہ نبی ہوتے رہینگے اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب کے معنے بدیہی البطلان ہیں۔ کاش منکران خلافت غور کریں۔

چیلنج ہم مولوی محمد احسن صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب وغیرہ وغیرہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ہمارے استدلال کو توڑیں اور باطل ثابت کریں۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ وہ ہرگز ہرگز نہ کر سکیں گے۔

سہ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔ خاکسار

اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل) قادیان۔

بیزنا برہی لے حسود کین رنجیست
کہ از مشقت آن جز بمرگ نتوان رست

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ

اور ایڈیٹر پیغام لاہور

احمدیہ بلڈنگز لاہور چونکہ اپنی گردو پیش میں سب سے زیادہ نشیب مقام ہے۔ اور نواح کی نالیوں کے آوردہ ناپاک سنڈاس اور رام گلی کے تمام بدبودار اور گندے مواد کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قدرتاً اس کے تعفن سے گوناگون حشرات الارض اس موسم برسات میں پیدا ہوں۔ اور انکا مرکز سکونت یہی بلڈنگز ہو۔ تو کوئی شبہ نہیں انہی حشرات الارض میں سے ایک کیڑہ انسانی شکل میں متمثل ہو کر ایڈیٹر پیغام بنا۔ یہ شخص اپنی اخلاقی بدبوئی میں چھچھوندر سے کہیں بدرجہا بڑھکر ہے۔ اور لایعنی ٹرانے میں مینڈک سے کم نہیں۔ مگر فضلہ خوری میں اس جانور سے کہیں زیادہ مشابہ ہے۔ جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر اسکو پھولوں سے لدے ہوئے گلستان میں چھوڑ دیا جائے تو وہ تمام خوشبودار اور خوش رنگ گلوں اور خوش ذائقہ پھلوں کو نگاہ بھی اٹھا کر نہ دیکھے گا۔ اور چاروں طرف مارا مارا پھریگا۔ کہ کہیں اسے سنڈاس ملجائے۔ جسکو وہ اپنی کریہہ تھوتھنی سے اکھاڑ نکالے اور مزے لے لے کر کھائے۔ اور سمجھے کہ اسکو من بھاتا کھاجا مل گیا ہے۔ ہو بہو یہی مثال ایڈیٹر پیغام پر صادق آتی ہے جسکا کام عداوت آل احمد ہے۔ یہ شخص اس فضلہ خوری میں اسقدر حریص ہے۔ کہ ہفتہ میں کئی بار اسکو بدہضمی ہو جاتی ہے۔ اور اسکی قے اور دست سے صفحات پیغام لاہور کے ایڈیٹوریل کالم گندے اور بدبودار ہو کر ناظرین کی دماغ کو پریشان کر جاتے ہیں۔

آہ۔ کیا ہی ہلاک شدہ اور بدقسمت وہ قوم ہے۔ جس کے اخباری لیڈر کا کام عداوت آل احمد ہے۔ اگر اس قوم کی اخلاقی اور روحانی حالت سے گر لئے پر جناب شاہ محمد خان صاحب جیسے منصف انسان نوحہ خواں ہوں تو کیا ہوا اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ جیسے دل کے اندھے اور ضد کے پورے بھی اگر بادشاہ مذہب دیدہ ہو گئی تو وہ آج بھی ہلاک ہے اور کل بھی تباہ ہے۔ ڈاکٹر موصوف کی طفل تسلیاں کہانتک کام آئینگی۔ اور آفتاب حقیقت کو کہانتک پوشیدہ کرینگے۔

اے آل احمد کے دشمن تمہارے حضرت امیر کی محبت اور تربیت کا نمونہ اگر تمہارے جیسے حشرات الارض ہیں۔ جن کا کام رات دن حضرت احمد اور آل احمد کی تضحیک کرنا اور ان پر پھبتیاں اڑانا ہے۔ تو تمہاری حقانیت اور صداقت معلوم ہے۔ اور اگر تمہارا امیر تمہاری ان نالائق حرکات پر خوش ہے یا خاموش تو اس سے اسکی روحانیت بھی ظاہر ہے۔ اور آپ کے زمرہ کے وہ لوگ جو اپنے امیر اور اسکے رفقاء پر اعتراضات اور سخت کلامی کو ناپسند کرتے ہیں۔

مگر حضرت احمد اور آل احمد کے خلاف جو کچھ بکواس اور گندہ دہنی تم کرو اور دخل در معقولات دو اور تمہیں وہ نہ روکیں۔ بلکہ خاموش ہوں تو وہ بھی ملامت سے مبرا نہیں۔ اور نہ انہیں یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ دوسروں کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب پر معترض ہوں۔ انکو چاہئے کہ پہلے وہ اپنی آنکھ کے شہتیر کا فکر کریں۔

اے عدو آل احمد اب تم کان کھڑے کر کے اپنے اعتراضات کے نمبروار جوابات سنو۔ اگر تم کو نہیں تو تمہارے دوستوں کو فائدہ بخش ہوں۔

(۱) اگر اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے چند رفقاء نے سفر یورپ بغرض اشاعت و تبلیغ اسلام کیوں اختیار کیا تو ذرا اس سے پہلے اپنے جناب خواجہ کمال الدین اور شیخ جناب پال سے دریافت کیا ہوتا۔ کہ وہ کتنی دفعہ یورپ گئے۔ اور کتنا عرصہ وہاں رہے اور کیوں گئے اور کیوں رہے۔ جو اس غرض سے اپنا آنا جانا بتایا کرتے ہیں۔ تو آپ کو جواب مل جاتا۔

(۲) اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھیوں پر اعتراض ہے۔ کہ وہ کیوں اور کس غرض سے ان کے ساتھ جاتے ہیں۔ تو اس سوال کا جواب بھی آپ جناب بروز ہیو واسکر یوطی و شیل پال سے دریافت کر لیتے۔

کہ سفر ہندوستان و برہما وجاوا و دکن میں سید لعل شاہ صاحب برق پشاوری۔ اور مولوی عبد المنان صاحب پشاوری کیوں اور کس غرض سے ان کے ساتھ ہزارہا میلوں کے سفر میں گئے اور انکے اخراجات کس مد سے ادا ہوئے۔ اور یہ کس مصرف کے لوگ تھے۔ پھر (۱) مولوی صدر الدین صاحب سیالکوٹی (۲) مولوی مصطفےٰ خان صاحب پٹیالوی (۳) محمد یعقوب خان صاحب پشاوری (۴) جناب مولوی عبد اللہ جان صاحب پشاوری (۵) جناب خواجہ نذیر احمد صاحب لاہوری (۶) منشی نور احمد صاحب بلال روکنگ (۷) مولوی عبد الحی صاحب عرب وغیرہ۔ اور ایک وہ جانور جو اس وقت ایڈیٹر پیغام ہے کیوں لاہور سے لنڈن گئے۔ اور سالہا سال وہاں رہے۔

(۳) اگر حضرت خلیفۃ المسیح کے رفقاء کے اخراجات پر اعتراض ہو اول تو جس قوم نے روپیہ دیا ہے وہ تو معترض نہیں مگر جن کا اس کار خیر میں حصہ نہیں۔ وہ کیوں آتش حسد سے سیخ پا ہو رہے ہیں۔ اور نو ماں تیرا میں تیرا احسان کا مصداق بن رہے ہیں تاہم انہیں چاہئے کہ دوسروں کی آنکھ میں تنکا دیکھنے سے پہلے

اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھئے۔ اور جناب خواجہ کمال سے سب سے اول دریافت کیجئے۔ کہ کس کے روپیہ سے وہ ۱۹۱۲ء سے لیکر آج تک یہ ولایت اور ہندوستان اور ریاست کشمیر میں عیش و عشرت منا رہا ہے اور امیرانہ زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور وہ روپیہ کہاں سے آیا جس سے خواجہ نذیر احمد اور مولوی صدر الدین وغیرہ کے اخراجات سفر ولایت ہوتے رہے۔ اور ووکنگ میں پلاؤ اور قورمہ کی دعوتیں ہوتی رہیں اور کس سے وہ قیمتی سوٹ اور امیرانہ لباس بنوائے گئے۔ جو مذکورہ بالا مبلغین یا رفقاء خواجہ پہنتے اور استعمال کرتے رہے۔

تا تمہیں معلوم ہو کہ کون غریب مسلمانوں کا روپیہ نفسانی اغراض اور ذاتی مفاد میں استعمال کر رہا ہے۔ ہاں ہمیں یاد آیا۔ کہ ذرا اپنے حضرت امیر سے بھی دریافت کر لیا ہوتا۔ کہ بدوران قیام قادیان جو دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ لیتے تھے۔ تاکہ ترجمۃ القرآن کے کام کو سر انجام دیں۔ وہ روپیہ کہاں سے آیا جو سالہا سال تک استعمال کرنے کے بعد ترجمۃ القرآن کتب خانہ کی قیمتی کتب کے اور بعض اور سامان کے جو غریب احمدی قوم کے روپیہ سے خریدا گیا تھا۔ فریب سے لیکر لاہور بھاگ نکلے۔

انکو ایسا کرنے کا شرعاً اور اخلاقاً کیا حق حاصل تھا۔ پھر ان سے یہ بھی دریافت کیا ہوتا۔ کہ وہ کس کے روپیہ سے جبال شملہ و ڈلہوزی و مری ایبٹ آباد کے خوشگوار آب و ہوا میں بسر کرتے رہے جبکہ لاہور کی سخت گرمی کے باعث ایڈیٹر پیغام کی زبان تالو سے باہر نکلی ہوئی ہانپتے ہانپتے رات دن بسر کر رہا ہو۔ وہ روپیہ کہاں سے آیا۔ جو شملہ اور ایبٹ آباد میں عام لنگر لگا کر خرچ کیا گیا۔

تم یہ اعتراضات اسوقت کیوں بھول گئے۔

(۴) اگر اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نمائش لنڈن میں کیوں گئے۔ تو ذرا یہ سوال موسٰیؑ سے کیا ہوتا۔ کہ وہ مع حضرت ہارون واپنے رفقاء کے بغرض اعلائے کلمۃ اللہ کیوں اس عظیم الشان نمائش میں شامل ہوئے جو آج سے چار ہزار برس پہلے سرزمین مصر میں بادشاہ مصر نے قائم کی تھی۔ اور جسمیں تمام سلطنت فرعونیہ کے بلاد و اطراف سے بڑے بڑے ماہران علوم سحر و کمال مدعو کئے گئے تھے۔ اور جسکا صدر اعظم خود بادشاہ مصر تھا۔ اگر اس نمائش میں حضرت موسٰیؑ کا بغرض اعلائے کلمۃ اللہ جانا جائز تھا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کا اس نمائش میں باتباع سنت موسوی اسی غرض سے شریک ہونا کیوں قابل اعتراض ٹھیرا۔

(۵) اگر اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ کثرت خدام موجب نمائش اور شان و شوکت ہے۔ تو ذرا یہ امر سیدنا حضرت محمدؐ سے دریافت کیا ہوتا۔ کہ وہ کیوں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ نمائش شان و شوکت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ اور ایسا ہی حجۃ الوداع کے موقع پر ہزارہا نفوس کے ساتھ مکہ معظمہ میں شان و شوکت سے نمائش کی۔ یا ذرا اپنے امیر سے پوچھا ہوتا۔ کہ کیوں اس نے حضرت احمدؑ سے اسوقت نہ دریافت کیا۔ جبکہ وہ مع جلوس خدام لاہور جہلم۔ علی گڈھ۔ سیالکوٹ۔ کپورتھلہ۔ امرتسر۔ شان و شوکت سے تشریف لیگئے۔ اور یہی سوال آپ اپنے حضرت امیر اور جناب خواجہ سے بھی کر سکتے ہیں۔ کہ کیا وہ اپنے سفروں میں حضرت عمر اعظم اور ان کے خدام کی طرح سادگی سے چلتے پھرتے ہیں۔

یہ سب کچھ اس لئے ہے تاکہ آپ کے حضرت امیر اور اس کے رفقاء آتش حسد سے دائمی جہنم میں رہیں۔ کہ جسکو وہ ایک منڈا اکھر

تحقیر کرتے تھے۔ اور ناخنوں تک زور لگا کر مٹانا چاہا۔ اسکو خدا نے وہ شان و شوکت اور وہ عزت دی۔ جسکو دیکھ کر تم بے اختیار بڑبڑانے لگ جاتے ہو۔

اے دہریہ مزاج لوگو! کارخانہ عالم تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ تمہارے اوپر ایک اور ہستی ہے۔ جسکے سامنے تمہیں یوں کہنا چاہیئے کہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٍٔ قدیر۔

(۶) اگر اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح لنڈن و دمشق پیشگوئی پورا کرنے کی غرض سے کیوں جاتے ہیں۔ تو یہی سوال جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ... سے کیا ہوتا کہ تم نے یہ پیشگوئیاں کیوں اپنے اوپر چسپاں کی تھیں۔ جبکہ ان کا کسی اور پر چسپاں کرنا ایک قابل اعتراض امر تھا۔ اگر جناب خواجہ کمال جیسے بے کمال وجود جو صحیح آیت قرآنیہ کی قرات سے بھی عاری ہو اور روحانیات سے بھی محض کورا اس پیشگوئی کے مصداق ہونے پر نازاں ہو۔ حالانکہ اس جیسے کئی بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی حضرت خلیفۃ المسیح کے خدام میں شامل ہیں۔ بلکہ وہ بھی جو انگریزی گریجوئیٹ ہیں اس سے بدرجہا بڑھکر ہیں۔ اور قرآن دانی میں جناب خواجہ کو سالہا سال تک پڑھا سکتے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کے پورا کرنیکے زیادہ حقدار کیوں نہوں۔ جسکے الفاظ یہ ہیں۔ ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق (حمامۃ البشریٰ) یعنی یا تو خود مسیح موعودؑ دمشق تشریف لے جائینگے یا اسکے خلیفوں میں سے کوئی ایک خلیفہ۔ دنیا جانتی ہے کہ خلافت احمدیہ کی قایل ہماری جماعت تھی نہ تم۔ اور حضرت محمود خلیفۃ المسیح بھی ہے۔ اور وہ بیٹا بھی ہے۔ جسکو حضرت احمدؑ نے اپنا جانشین اقرار دیا ہے۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳) جو نہ صرف ظاہراً حضرت احمدؑ کا خلیفہ اور جانشین اور فرزند موعود ہے بلکہ علوم ظاہری اور باطنی میں بھی اس کا وارث ہے۔ اور حسن و احسان میں اس کا نظیر ہے۔ سے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

لنڈن میں خدا کے فضل و کرم سے اگر وہ پیشگوئی جو سفید پرندوں کے پکڑنے کے متعلق ہے۔ اسی مقدس ہستی کے ذریعہ پوری ہو۔ جو عرفاً و شرعاً و قانوناً تمام رنگ میں حضرت احمدؑ ہی کا وارث وجود ہے تو کیا آپ اس پیشگوئی کا زیادہ قریب تر مصداق نہیں ہو سکتا بمقابلہ اس شخص کے جو خلاف تعلیم المسیحؑ ممالک مغربیہ میں تعلیم پیش کرنیمیں جناب پال کا مثیل ہے۔ اور اپنے آقا اور استاد مسیح کو چند درہم کے عوض ترک اور فروخت کرنے میں یہودا اسکریوطی تانی ہے۔ بتاؤ تم ہی بتلاؤ کہ جب وہ شخص جو ذکر احمدؑ کو لنڈن میں سم قاتل سمجھتا ہو۔ وہ کیونکر اس پیشگوئی کا مصداق ہو سکتا ہے۔

اس پیشگوئی کا واقعی اور صحیح مصداق وہی شخص ہو سکتا ہے جو ذکر احمدؑ پیش کرنے میں جری اور دلیر ہو۔ اور اسی جماعت کے مبلغ خدا کے فضل سے ممالک مغربیہ یورپ امریکہ میں فاتح ہیں اور انہی کا مرکز تبلیغ لنڈن ہے۔ جناب شیل پال کو قدرت نے ہی لنڈن سے تیس میل ووکنگ میں رکھا ہے۔ اور اسی سبب سے لنا کیلئے ذکر احمدؑ سم قاتل قرار دیا ہے۔

اور مرکز خلافت احمدیہ و تخت گاہ روحانی یعنی قادیان سے اس کو مرتد رکھا تاکہ وہ کسی طرح سے اس پیشگوئی کا مصداق نہ ہو۔

(۷) اگر اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں پر (حالت بدمیں) کوئی اسلام قبول بھی نہ کرے۔ تو بھی کوئی فکر کی بات نہیں ہے آخر حضرت مفتی اعظم فاتح امریکہ اور حضرت نیر اکبر فاتح افریقہ اور جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب اور مبارک علی صاحبان مبلغان لنڈن اسی روحانی بادشاہ کے جرنیل ہیں۔

اور اسی کے زمانہ خلافت اور قوت قدسیہ اور دعاؤں کے برکات سے صدہا بلکہ ہزارہا نفوس ان ممالک میں خدام احمد میں داخل ہو کر بفضلہ تعالیٰ۔ یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کا نظارہ پیش کر چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ ہم خدا کے فضل سے مایوس نہیں۔ تمہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی۔

(۸) اگر اعتراض یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو جانے سے قبل رویا اور کشوف کیوں ہوئے۔ اور کب پورے ہونگے۔

تو یہ یاد رکھو۔ کہ حضرت احمدؑ اور اس کی جماعت کا کوئی فرد۔ رویا اور کشوف سے منکر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رویا اور کشوف پر اس جماعت کا زیادہ تر ایمان ہوتا ہے۔ جسکو روحانیت میں دخل ہوتا ہے۔ مگر وہ قوم جنکو قدرتاً ایسا حضرت امیر مل گیا ہو۔ جو کشوف و رویا اور الہام سے محروم اور روحانیت سے عاری ہو۔ اور قبولیت دعا سے کوئی حصہ نہ رکھتا ہو اور اس کوچہ سے نابلد۔ اگر رویا اور کشف و الہام پر تمسخر اڑائے اور قبولیت دعا سے منکر ہو جائے تو چنداں قابل ملامت نہیں۔

مگر ہم اور ہمارا خلیفہ خدا کے فضل و کرم سے ان باتوں کے منکر نہیں اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ رویا لنڈن جاتے اور آتے پوری نہوں تو بھی کوئی فکر نہیں۔ آپ حضرت محمد صلعم کا وہ رویا۔ جو مکہ معظمہ کو روانہ ہونے سے قبل دیکھا تھا۔ مگر اس کا انجام صلح حدیبیہ کے شرائط ہوئے۔ اگر اس وقت آپ جیسے کور باطن موجود ہوتے تو یقیناً گروہ مکذبین و مرتدین میں داخل ہوتے۔ مگر مبارک وہ ہیں جو انجام پر نظر رکھتے۔ فانا منتظرون۔

(۹) اگر اعتراض یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت سے مشورہ کیوں نہیں لیا۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک ماہ قبل سب جماعتوں سے مشورہ لیا۔ اور شاورہم فی الامر و امرہم شوریٰ بینہم۔ پر عمل کیا اور جماعت کی کثرت نے بشرح صدر اس سفر کو مبارک قرار دیا۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح نے روانہ ہونے کا فیصلہ کیا۔ مگر یہ شوریٰ واقعی لاہوری گروہ کا شوریٰ نہ تھا۔ جو فی الحقیقت شوریٰ کے متعلق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کا نتیجہ سوائے شور و غل کچھ اور معلوم نہیں دیتا۔

(۱۰) اگر اعتراض یہ ہے۔ کہ مسجد کے واسطے جو زمین برلن میں خریدا گئی۔ اور بسبب کسی خاص وجوہ کے وہ موقع فروخت کیا جا رہا ہے۔ تو یہ ہمارا کام ہے۔ اور ہماری جماعت کے متعلق ہے۔ ہم اپنے حالات اور واقعات کو خوب جانتے ہیں۔ ہم جہاں موزوں سمجھیں گے وہاں مسجد کے واسطے زمین لینگے آپ کو چنداں تردد کی ضرورت نہ تھی۔ اور وہ موقع مکان اسلئے کہلاتا ہے کہ ابھی اغراض مسجد استعمال نہ ہوئی۔ اور وہ ابھی مسجد کے حکم میں ہے۔ اور ہاں وہ فروخت ہو یا نہ ہو اس سے ہمیں نفع ہو یا نہو۔ اس سے تمکو کیا تعلق ہے۔ اور تمکو کس نے حق وکالت دیا ہے

حضرت المسیح ثانی کا سفر یورپ

جہازی چٹھی یا حجازی چھٹی

بمبئی سے عدن تک کے حالات

آج ۲۲ جولائی ۱۹۲۴ء کو عرب کے سمندر کے سامنے تختۂ جہاز پر بیٹھا ہوا مین یہ خط برادران ملت کے لئے لکھ رہا ہوں۔ جسطرح سمندر مین بے انتہا چھوٹی بڑی موجین اٹھ رہی ہین۔ ٹھیک وہی کیفیت میرے دل و دماغ کی ہے۔ اس سفر کے مختلف مناظر اور کیفیتین میرے سامنے ہین۔ اور انہین سے ہر ایک اپنی جگہ ایک خوبی رکھتی ہے۔ اور جی چاہتا ہے۔ کہ احباب اس چھوٹی سی چھوٹی مسرت اور لطف مین بھی شریک ہون۔ جو مین نے اٹھایا ہے۔ مگر یہ خط نہ تو اس کا متحمل ہے اور نہ میری طبیعت مین ابھی وہ قوت اور قابو ہے۔ اس لئے مین کوائف سفر کو شاید بہت ہی مختصر لکھ جاؤن۔ مگر ان حالات کو انشاء اللہ پھر کسی قدر تفصیل سے لکھونگا۔ جو کسی نہ کسی پہلو سے ہمارے آقا و امام کے ان جذبات کے اظہار سے وابستہ ہین۔ جن سے آپ کے اس تعلق اور رشتہ کا پتہ چلتا ہے۔ جو آپ کو اپنی جماعت سے ہے۔ یا ان اغراض اور مقاصد مہمہ کا علم ہوتا ہے۔ جو سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو آفاق مین پہنچانیکے لئے آپ کے پیش نظر ہین۔ *

ورود بمبئی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے ۱۳ جولائی ۱۹۲۴ء کو ۵ بجے کے بعد جی آئی پی ریلوے کی وکٹوریہ سٹیشن پر آپ مع خدام پہنچے سٹیشن پر حیدر آباد و سکندر آباد۔ سورت۔ ایلچ پور۔ مالابار۔ اور بمبئی کی جماعتین موجود تھین۔ جس اخلاص اور عقیدت کے ساتھ احباب نے خیر مقدم کیا اس کا اظہار الفاظ نہین کر سکتے۔ آپ نے پہلے سے فرما دیا تھا۔ کہ احباب کو مطلع کر دیا جاوے۔ کہ مین مصافحہ کرکے کک کے دفتر کو جاؤنگا۔ چنانچہ مصافحہ اور فوٹو کے بعد آپ معہ مولوی رحیم بخش صاحب۔ ذوالفقار علی خانصاحب اور خاکسار کک بلڈنگ مین چلے گئے۔ اور سات بجے کے بعد تک وہان کے کاروبار سے فارغ ہوئے۔ کک کا دفتر اسی مقصد کے لئے اس وقت تک کھلا رکھا گیا تھا۔ اگرچہ تجارتی نقطۂ نگاہ سے۔ کک کمپنی کا یہ ایک معمولی فعل ہو مگر ایک یورپین اوقات کی پابند کمپنی کے لئے غیر معمولی طور پر دفتر کو کھلا رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور مین اس وقت دیکھتا تھا۔ کہ وہ خادمون کی طرح آپ کے ارشادات کی تعمیل مین مصروف تھے۔

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

قادیان سے روانگی کے وقت خیال نہین گو نہ یقین تھا۔ کہ بمبئی مین کافی وقت ملے گا۔ اور ضروریات سفر وہان سے خریدی جائینگی۔ اور اسیلئے پروگرام مین جو راستہ اختیار کیا گیا تھا۔ وہ جلد پہنچانے والا تھا لیکن جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ اس راستہ سے جا نہ سکے۔ اور تنگ وقت پر پہنچے۔ اور جہاز کے متعلق جو خیال تھا۔ کہ قریباً بہ عصر روانہ ہوگا وہ بھی غلط نکلا۔ اور جہاز ۱/۲ ۸ بجے ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء کو روانہ ہونے والا تھا۔ اس لئے وقت نہایت تنگ اور سفری ضروریات کافی وقت کی داعی تھین۔ اس لئے اس عجلت مین سچ تو یہ ہے کہ سامان سفر بالکل نہ ہو سکا۔ ادہر حضرت کی مصروفیت بے حد تھی۔ پچھلے راتون ہی سے آپ جاگتے ہوئے آئے تھے۔ اور یہان بھی یہی مرحلہ پیش آیا۔ الغرض صبح کو ۶ بجے تک کوئی انتظام نہ تھا۔ اور ہم کو سات بجے بندرگاہ پر پہنچنا ضروری تھا۔

خدا کی تائید

قادیان سے ہی ایسے اسباب پیش آتے رہے۔ کہ وقت پر پہنچنا اور روانہ مشکل نظر آتا تھا۔ مگر ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ نے آپ ہی غیب سے سامان اور آسانیان پیدا کر دین۔ ہم وقت مقررہ کے بعد پہنچے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی رحیم بخش صاحب۔ اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور خاکسار عرفانی کو جہاز پر سوار ہونیمین دقت ہی نہین۔ بلکہ قریباً ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ ڈاکٹری معائنہ کے لئے بعض مشکلات پیدا ہوئین آخر خدا تعالیٰ نے اس مرحلہ کو حل کیا۔ اور پھر چوہدری صاحب اور رحم دین کے متعلق بھی مشکل آئی۔ کیونکہ ان کے ٹکٹ نہ خریدے تھے۔ خدا خدا کرکے یہ سب مراحل طے ہوئے۔ اور ہم سوار ہو گئے۔ اسوقت کا منظر عجیب اور موثر تھا۔ شاعر کا تخیل اور مصور کی قلم ان کیفیات کو ظاہر نہین کر سکتی۔

بمبئی سے روانگی

بمبئی کے ساحل پر جماعت باچشم پرنم کھڑی تھی۔ ادہر افریقہ جہاز کے تختہ پر احمدی جماعت کا محبوب آقا اپنے خدام کو لیکر خدا حافظ کہنے کو تھا۔ امید۔ توکل علی اللہ۔ اور مہم عظیم کے خطرات۔ جماعت سے جسمانی علیحدگی (گو آنی ہی کیون نہ ہو) سلسلہ کی ضروریات اور نظم و نسق کے خیالات مل کر جو کیفیتین پیدا کر سکتے ہین۔ وہ آپ کے چہرے سے عیان تھین انسانی جذبات پر کسی قدر بھی حکومت ہو ضبط پر کتنا ہی اختیار رہو۔ آخر اپنا اثر کئے بغیر نہین رہ سکتے۔ ایسی حالت مین جبکہ دو پیارے جدا ہوتے ہون۔ انسان کی جو حالت ہوتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ آپ اس کیفیت اور جذبہ سے خالی نہ تھے۔ لیکن اسوقت اس جذبہ کا اظہار ہوا جو والذین آمنوا اشد حباً للہ مین بیان ہوا ہے۔ جماعت سے علیحدگی کا ایک فکر و غم آپ کے قلب پر تھا۔ اور سلسلہ کی محبت اور احباب و رشتہ دارون کی اور عزیزون کی محبت کے جذبات ایک طرف تھے۔ جماعت کے وہ نمائندے جو ساحل سمندر پر کھڑے ہوئے کل جماعت کے جذبات کی ترجمانی اپنی آنکھون اور چہرون سے کر رہے تھے۔ وہ اثر ڈالے بغیر نہین رہ سکتی تھین۔ مگر اس وقت ہم نے وہ کچھ دیکھا۔ جو خدا کی محبت مین خمیر شدہ انسان کے سوا دوسرے مین نظر نہین آتا۔ ان تمام کیفیتون کا اثر دعا کی صورت مین ظاہر ہوا۔ اور آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور اسکے ساتھ ہی جماعت نے اپنے ہاتھ رب العزت کے حضور اٹھائے ان ہاتھون مین کیا اثر تھا۔ اور اس قلب مین کیا کیفیت تھی کہ ایک بجلی سی کوندی۔ جس نے تختۂ جہاز پر اور ساحل پر کھڑے ہوئے بھائیون کی آنکھون مین ایک رو پیدا کر دی۔ جون جون دعا مین وقت لمبا ہوتا تھا۔ قلوب رب العرش کے حضور خشوع اور خضوع کیساتھ پانی ہو رہے تھے۔ یہان تک کہ جہاز کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ مگر افسران جہاز پر بھی ایسی محویت طاری تھی۔ کہ وہ نہ تو دعا کے لئے ختم کر نیکو کہہ سکتے تھے۔ اور نہ جہاز روانہ کر سکتے تھے۔ آخر آپ نے دعا ختم کی۔ اور دعا کے ساتھ آسمان سے ترشح شروع ہوا۔ جسے مین اس دعا کی قبولیت کا نشان سمجھتا ہون۔ *

خدا ہی پر بھروسہ کرو

اس عملی حالت نے یہ سبق دیا کہ انسان ہر حال مین خدا تعالیٰ ہی کی مدد اور رحم کا محتاج ہے۔ اور بتایا۔ کہ انسانی جذبات جب تک خدا تعالیٰ کی مشیت اور رضا کے ماتحت نہ ہون۔ وہ کچھ چیز نہین۔ ہر کوفت اور غم کے وقت جو چیز انسانی قلوب کو مطمئن کر سکتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے۔ جو دعاؤن سے نازل ہوتا ہے۔

آپ نے جماعت کو بتایا۔ کہ میرا کام اس سفر مین دعاؤن کے ذریعہ تمہاری روحانی تربیت ہوگا۔ ایسے حال مین کہ مین تم سے الگ ہو رہا ہون۔ اور خدا ہی کے لئے الگ ہو رہا ہون جبکہ تمہارے خطوط اور تارین بھی دنون اور ہفتون کے بعد پہنچ سکتے ہین مین سمیع قریب خدا کے حضور تم سب کے لئے دست بدعا ہون۔ اس لئے تمہارے افکار۔ محبت کے جذبات کے ماتحت اس عارضی جدائی کی وجہ سے خواہ کیسے بھی ہون۔ مگر میرا خدا میرے ساتھ ہے اور مین اس کو تمہارے لئے پکارتا ہونگا۔ اور یہ بھی کہ مین آخر ایک آدمزاد ہون۔ سلسلہ کے افکار۔ دنیا مین خدا کے اس پیغام کو پہنچانے کا غم مزید برآن میری صحت کمزور مین ان مہمات عظیمہ مین دعاؤن ہی کی مدد چاہتا ہون۔ آؤ ہم دعاؤن سے ایک دوسرے کی مدد کرین۔ اس عہد دعا کو یاد رکھنا۔ کہ یہی ایک گر ہے نصرت الٰہی کے جذب کا۔ *

حضرت خلیفۃ المسیح کی محبت جماعت سے

ہم نے دعاؤن کے ساتھ ایک دوسرے کو رخصت کیا۔ السلام علیکم اور خدا حافظ کے نعرون سے فضا گونجی۔ ایک طرف ہوا مین رومال اڑ رہے تھے۔ اور ہاتھ سے الوداع کہا جا رہا تھا۔ اور دوسری طرف خدا حافظ اور السلام علیکم کی صدائین تھین۔

جو جذبات کے سمندر کو حرکت مین لا رہی تھین۔ لوگون کو حیرت تھی۔ اور خدا سے دور اور ناواقف لوگون کو اگر حیرت نہ ہو۔ تو کیا ہو۔ تختۂ جہاز پر ایک خاص کیفیت محسوس ہوتی تھی۔ آپکی حالت اسوقت قابل نظارہ تھی۔ جہاز ایک چھوٹی دخانی کشتی کے ذریعہ حرکت دیا جا رہا تھا۔ جماعت کے لوگ کنارے پر کھڑے تھے حضرت دل مین دعا کر رہے تھے۔ پھر یکبارگی آپ کو جوش آیا اور آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ انسانی جذبات کا اثر آپ کی آنکھون سے نمایان ہونے لگا۔ اور پر نم آنکھون کے ساتھ آپ نے دعا کی۔ اور بڑی لمبی دعا کی۔

(باقی آئندہ)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط جماعت احمدیہ کے نام

اپنے آپ کو پاک و صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ اپنا قدس ظاہر کرے

علی الصباح کہ مردم بہ کاروبار روند
بلاکشان محبت بہ کوئے یار روند

آج جہاز عدن کے قریب ہو رہا ہے صبح چار بجے خشکی پر جہاز لگے گا۔ طوفان کے علاقہ سے جہاز خدا کے فضل سے نکل آیا ہے۔ اور اب ہموار پانیوں میں چل رہا ہے۔ مسافر جو کئی دنوں سے کمروں میں بند تھے۔ اب باہر نکل کر سیر کر رہے ہیں اور خوشگوار ہوا اور عمدہ موسم کے لطف اٹھا رہے ہیں۔ کچھ تو تاش میں مشغول ہیں۔ جس کے ساتھ جوئے کا شغل بھی ہے کچھ شراب کے گلاس اُڑا رہے ہیں۔ کچھ صحن میں بنچوں پر لاتیں پھیلا کر ہوا کھا رہے ہیں۔ کئی سو بھی گئے ہیں۔ رات کا وقت ہے اور رات بھی خاصی گذر گئی ہے۔ مجھے لوگ کہتے ہیں۔ کل رات آپ کم سوئے تھے۔ اب سو جائیے۔ مگر عدن قریب آ رہا ہے اور جہاز وہاں تھوڑی دیر ٹھیرے گا۔ اگر میں اس وقت اپنا قلم رکھ دیتا ہوں تو پھر مجھے عدن کے بعد ہی کچھ لکھنے کا موقعہ ملیگا۔ اس لئے میں ان دوستوں کی نصیحت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بھی کہتا ہوں کہ خط نصف ملاقات ہوتی ہے۔ میں خدا کی مشیت کے ماتحت اپنے دوستوں کی پوری ملاقات سے تو ایک وقت تک محروم ہوں۔ پس مجھے آدھی ملاقات کا تو لطف اٹھانے دو۔ مجھے چھوڑ دو۔ کہ میں خیالات و افکار کے پر لگا کر کاغذ کی ناؤ پر سوار ہو کر اس مقدس سرزمین میں پہنچوں جس سے میرا جسم بنا ہے۔ اور جس میں میرا ہادی اور رہنما مدفون ہے اور جہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اور دل کی راحت۔ دوستوں کی جماعت رہتی ہے۔ ہاں پیشتر اس کے کہ ہندوستان کی ڈاک کا وقت نکل جائے مجھے اپنے دوستوں کے نام ایک خط لکھنے دو۔ تا میری آدھی ملاقات سے وہ مسرور ہوں اور میرے خیالات تھوڑی دیر کے لئے خالص اسی سرزمین کی طرف پرواز کر کے مجھے دیار محبوب سے قریب کر دیں۔ لوگوں کو آرام کرنے دو۔ کھیلنے دو۔ شراب پینے دو۔ میری کھیل اپنے آقا کی خدمت ہے اور میری شراب اپنے مالک کی محبت ہے۔ اور میرا آرام اپنے دوستوں کا قرب ہے خواہ خیال سے ہی کیوں نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ کسی چیز کی قدر اسکے کھوئے جانے سے ہی ہوتی ہے میں نے اس سفر میں یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ دوست جو پہلے اس خیال کے اثر کے نیچے کہ ادھر میں ولایت گیا۔ وہ ادھر یورپ فتح ہوا۔ اصرار کر رہے تھے کہ ضرور میں خود ولایت جاؤں۔ اور اس فتح کے دن کو ان کے قریب کر دوں۔ جس دن کہ میں روانہ ہو رہا تھا۔ ماہیٔ بے آب کی طرح بے تاب ہو رہے تھے۔ اور کئی افسوس کر رہے تھے کہ ہم نے جانے کا مشورہ کیوں دیا۔ میں بھی جس نے باوجود اس امر کے علم کے کہ موسم سخت ہے۔ اور طوفان کے دن ہیں۔ ارادہ کر لیا تھا کہ اس موقعہ پر ضرور مغرب کا سفر کروں۔ اور اسلام کی اشاعت کی سکیم تجویز کروں۔ دل میں محسوس کرتا تھا کہ جدائی کا ارادہ کر لینا تو آسان ہے۔ مگر جدا ہو جانا خواہ چند دن کے لئے ہی ہو۔ سخت مشکل ہے۔ اہ! وہ اپنے دوستوں سے رخصت ہونا۔ ان دوستوں سے جن سے مل کر میں نے عہد کیا تھا کہ اسلام کی عظمت کو دُنیا میں قائم کروں گا۔ اور خدا تعالےٰ کے نام کو روشن کروں گا۔ ہاں ان دوستوں سے جن کے دل میرے دل سے اور جن کی روحیں میری روح سے اور جن کی خواہشات میری خواہشات سے اور جن کے ارادے میرے ارادوں سے بالکل متحد ہو گئے تھے۔ جیسے کہ اس شعر کا مضمون ہم پر صادق آتا تھا کہ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شُدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

کیسا اندوہناک تھا۔ کیسا حسرت خیز تھا۔ وہ دل جو اس محبت سے ناآشنا ہے۔ جو مجھے احمدی جماعت سے ہے۔ اور وہ دل جو اس محبت سے آشنا ہے جو احمدی جماعت کو مجھ سے ہے وہ اس حالت کا اندازہ نہیں کر سکتا اور کون ہے۔ جو اس درد سے آشنا ہو۔ جس میں ہم شریک ہیں کہ وہ کیفیت کو سمجھ سکے۔ لوگ کہیں گے کہ جدائی روز ہوتی ہے۔ اور علیحدگی زمانے کے خواص میں سے ہے مگر کون اندھے کو سورج دکھائے۔ اور بہرے کو آواز کی دلکشی سے آگاہ کرے۔ اس نے کب لیلےٰ اور لیلےٰ کی محبت کا مزہ چکھا کہ وہ اس لطف اور درد کو محسوس کرے اس نے کب اس پیالہ کو پیا کہ وہ اس کی مست کر دینے والی کیفیت سے آگاہ ہو۔ دُنیا میں لیڈر بھی ہیں اور ان کے پیرو بھی۔ عاشق بھی ہیں اور ان کے معشوق بھی۔ محب بھی ہیں اور اُن کے محبوب بھی۔ مگر

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کب ان کو اس ہاتھ نے تاگے میں پرویا جس نے ہمیں پرویا اہ! نادان کیا جانیں کہ خدا کے پروئے ہوؤں اور بندوں کے پروئے ہوؤں میں فرق ہوتے ہیں۔ بندہ لاکھ پروئے پھر بھی سب موتی جدا کے جدا رہتے ہیں مگر خدا کے پروئے ہوئے موتی کبھی جدا نہیں ہوتے۔ وہ اس دنیا میں بھی اکٹھے رہتے ہیں۔ اور اگلے جہان میں بھی اکٹھے ہی رکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے دلوں کے اتصال اور ان کے قلوب کی یگانگت پر کسی اور جماعت یا اور تعلق کا قیاس کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

غرضکہ اس سفر نے اس پوشیدہ محبت کو جو احمدی جماعت کو مجھ سے تھی اور مجھے ان سے تھی نکال کر باہر کر دیا اور ہمارے چھپے ہوئے راز ظاہر ہو گئے اور ان کا ظاہر ہونے کا حق بھی تھا۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

اے عزیزو! میں آپ سے دور ہوں۔ مگر جسم دور ہے۔ روح نہیں میرا جسم کا ذرہ ذرہ اور میری روح کی ہر طاقت تمہارے لئے دعا میں مشغول ہے۔ اور سوتے جاگتے میرا دل تمہاری بھلائی کی فکر میں ہے۔ میں اپنے مقصد کے متعلق جہاز میں ہی ایک حصہ کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور اپنے وقت پر اس کو ظاہر کروں گا۔ مگر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجھے جس قدر ہندوستان میں یقین تھا کہ اگر اسلام پھیل سکتا ہے تو آپ لوگوں کے ذریعہ سے۔ اب اس سے بہت زیادہ یقین ہے۔ اہ! تم ہی وہ خدا کا عرش ہو جس پر سے خدا تعالےٰ حکومت کر رہا ہے تم کو خدا نے نور دیا ہے۔ جبکہ دنیا اندھیروں میں ہے۔ تم کو خدا نے ہمت دی ہے جبکہ دنیا مایوسی کا شکار ہو رہی ہے۔ تمکو خدا تعالےٰ نے برکت دی ہے جبکہ دنیا اس کے غضب کو اپنے پر نازل کر رہی ہے اور کیوں نہ ہو تم خدا کی پاک جماعت ہو۔ تمہارے دل اس کے عرش ہیں۔ اہ! اندھی دنیا کو کیا معلوم ہے کہ جب ایک احمدی ان کے محلہ میں پھرتا ہے تو وہ خدا تعالےٰ کا سورج ہے جو اس کے ظلمت کدہ کو منور کر رہا ہے۔ مگر اندھے کو روشنی کون دکھائے خوبصورت چہرہ بدصورت کے مقابلہ پر ہی زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور میں دنیا کو دیکھ کر اس جماعت کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں۔ کاش! لوگ میری آنکھیں لیتے۔ اور پھر دیکھتے۔ کاش! لوگوں کو میرے کان ملتے۔ اور پھر وہ سنتے۔ تب وہ تم میں وہ کچھ دیکھتے جس کے دیکھنے اور سننے کی انہیں امید نہ تھی۔ مگر ہر امر کے لئے ایک وقت ہوتا ہے وہ دن آتے ہیں کہ جب مسیح موعود کی قوت قدسیہ لوگ دیکھیں گے۔ کاش! ہم بھی اس دن کو جو خدا کے پہلوان کی فتح کا دن ہوگا۔ دیکھیں۔

اے عزیزو! اب میں اپنے خط کو ختم کرتا ہوں مگر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صاف کپڑے کی نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے میلے پر اور میل بھی لگ جائے تو اسکا پتہ نہیں لگتا پس اپنے آپ کو صاف رکھو تا قدوس خدا تمہارے ذریعہ سے اپنے قدس کو ظاہر کرے۔ اور اپنے چہرہ کو بے نقاب کرے۔ اتحاد محبت۔ ایثار۔ قربانی۔ اطاعت۔ ہمدردی بنی نوع انسان عفو۔ شکر احسان اور تقوےٰ کے ذریعہ سے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ کا ہتھیار بننے کے قابل بناؤ۔ یاد رکھو تمہاری سلامتی سے ہی آج دین کی سلامتی ہے۔ اور تمہاری ہلاکت سے ہی دین کی ہلاکت۔ دنیا تم کو تباہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر مجھے اس کا فکر نہیں اگر تم خدا کو ناراض کر کے خود اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لو تو دنیا تم کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ خدا نے تم کو بڑھنے کے لئے پیدا کیا ہے نہ ہلاک ہونے کے لئے۔

لکھنے کو تو بہت کچھ جی چاہتا تھا۔ مگر اب ۲ بجنے کو ہیں۔ پس میں اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ بھی ہو۔ اور ہمارے ساتھ بھی۔ آمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد (۲۲ جولائی)

سفر یورپ کی تقریب پر الحکم کا رعایتی اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذرہ نوازی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی اپنے سفر یورپ میں ہمرکاب ہونے کی عزت عطا فرمائی ہے اور وہ اس سلسلہ میں خادم قدیم کی **ہسٹوریئن** کی حیثیت سے جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے کہ وہ **توقعات** کو پورا کر سکے جو اسکے محسن آقا اور رفقائے کار نے مقرر کئے ہیں میری غیر حاضری میں **الحکم** اور تادیب النساء کا کیا انتظام ہوگا اسکے متعلق میں انشاء اللہ العزیز روانگی سے پہلے اعلان کرونگا اور اپنی جماعت کے فرائض متعلقہ الحکم پر توجہ دلاؤنگا الحکم قوم کی امانت ہے اور میں اسے قوم ہی کے سپرد کرکے اس سفر پر جا رہا ہوں اسکی حفاظت اور استحکام اب قوم کا کام ہوگا اس تقریب کی خوشی میں میں نے پسند کیا ہے کہ کارخانہ الحکم کی موجودہ **کتب رعایتی قیمت** پر فروخت کردیجائیں جو احباب اس تحریک میں حصہ لیں گے وہ یہی نہیں کہ نہایت مفید اور ضروری کتب قریباً مفت حاصل کرلینگے بلکہ وہ اس خادم قدیم کارخانہ کو ایڈیٹر الحکم کی غیر حاضری میں امداد دینے والے ہونگے کارخانہ الحکم کی جملہ کتب سوائے سیرت مسیح موعودؑ اور حیات النبی کے رعایتی قیمت پر دیجائینگی ÷

(۱) ان کتابوں میں **قرآن مجید** کے ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کے پارے بھی ہیں جنکی مجموعی قیمت دس روپیہ ہے مگر رعایتی قیمت صرف چار روپیہ ہیں علاوہ محصولڈاک ہوگی۔

(پارہ ۲۴ لغایت ۳۰ و پندرہ لغایت ۱۷)

۲۔ **مراۃ الجہاد** ۔ جس میں مسئلہ جہاد کی حقیقت اور اعتراضات کے تفصیلی جوابات ہیں اصلی قیمت ۱۲ اور رعایتی قیمت ۱۲ ابر

۳۔ **مکتوبات احمدیہ** ۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے مکتوبات اصل قیمت فی حصہ ۸ رر رعایتی قیمت ۴ر

۴۔ **خطبات کریمیہ** ۔ حضرت مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ کے خطبات اصل قیمت فی جلد ۴ر رعایتی قیمت ۲ر

۵۔ **مالابار میں احمدیت کی تاریخ** ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی پسندیدہ مجاہد مصری کی تصنیف اس کتاب کی آمد مجاہد مصری کیلئے مخصوص ہے اور مجاہد مصری ہی نے اسے چھپوایا تھا پس اس کتاب کی خریداری سے مصری مشن کی تائید کا ثواب بھی ہوگا اس کتاب میں کوئی رعایت نہیں ہے قیمت (۱۰ر)

برہان الحق ؛ عیسائی مذہب کی تردید میں نہایت قابل قدر رسالہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں ایک نومسلم گریجویٹ نے لکھا قیمت اصلی ۳ر رعایتی قیمت (۱ر)

ادعیۃ القرآن ؛ قرآن مجید کی دعائیں اور ان کا ترجمہ (قاضی اکمل صاحب کا کیا ہوا) قیمت رعایتی (۱ر)

احمدی خاتون کے فائل

احمدی خاتون ÷ کے فائل پچھلے سالوں کے صرف پچاس درخواستوں کی درخواستوں کی تعمیل ہوگی ان میں خواتین کے لئے نہایت مفید لٹریچر جمع کیا گیا ہے تین سالوں کی فائل ہیں ایک مکمل فائل کی قیمت ہے رعایتی قیمت ہے تادیب النساء کی پہلی جلد بھی رعایتی قیمت پر ملے گی صرف پچاس درخواستون کی تعمیل ہوگی اصلی قیمت للعہ فی جلد رعایتی قیمت ہے ر یہ رعایت آخر جولائی تک ہوگی اسلئے جلد درخواستیں بھیجدیں تمام درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی۔

درخواستیں بنام منیجر الحکم ہوں

چار روپیہ میں حکیم حاذق

آئیں کدھر ہیں آج قدردان کمال کے
کاغذ پہ رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے

مجربات نورانی یعنی طب لسانی ÷ بزبان اردو جو کمال جستجو کے بعد برسوں کی عرقریزی کے بعد حکماء سلف کی پرانی بیاضوں کے نسخوں کی چھان بین کرکے آنکھوں کا تیل نکالکر تالیف کی ہے جسمیں انسانی جسم کے تمام امراض نئے اور پرانے اچھی ہوئی داخلی خارجی تمام بیماریوں کا سر سے پاؤں تک شرطیہ اور مجرب المجرب (۱۸۵۰) نسخہ جات صدری مخفیہ درج کئے گئے ہیں گویا علم حکمت بحرلاتناہی کو ایک کوزہ میں بند کردیا گیا ہے مجربات کیا ہے گویا یونانی طب کا سرمایہ حیات اور متاع زندگی ہے مانی جاچکی ہے اگر آپ اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی زندگی آرام سے گذارنا چاہتے ہیں تو آج ہی مجلد مجربات نورانی منگاکر ملاحظہ فرمائیے جو وقت بیوقت آپکو مدد دیوگی اور اسکے بیان کردہ قوانین پر عمل کرنے سے انسان ہمیشہ تندرست و توانا رہ سکتے ہیں اور ہر ایک شخص اس سے مستفیض ہو سکتا ہے خصوصاً اہل حکمت کے لئے رہبر کامل ہے کتاب حجم ۴۶۰ صفحہ تقطیع ۲۳×۱۸ لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت مجلد للعہ بلا جلد سے ر

ملنے کا پتہ حکیم نور محمد کشمیری بازار لاہور

آزما و شفا پاؤ — ھو الشافی — آزما و شفا پاؤ

مشکلیں آسان ہوئیں دکھ درد سب جاتے رہے

۱۔ **معجون شاہی یا اکسیر جریان** ؛ خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس کی محنت اور کامل توجہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص جڑی بوٹیوں کے بعد قیمتی اجزاء سے مرکب ہے عطا فرمائی جو جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کرنے میں فی الواقعہ ایک اکسیر ہے اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونے کی مقوی باہ بھی ہے بچپن بد اعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بد نتائج کی اصلاح کرنے میں اسکو ایک خاص خصوصیت ہے۔

۲۔ **روغن اکسیر اعصاب** ؛ بعض حالتوں میں اس معجون کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلا کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی ضعف کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کرنے میں بجلی کا کام دیتا ہے فی شیشی روغن اکسیر اعصاب .... عہ

۳۔ **کشتہ طلاء** ؛ جس کو ہم نے نہایت محنت اور احتیاط سے تیار کیا ہے پھر اسمیں یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کرنے سے اسکی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں اسکے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے مختصر اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں جو کہ یہ ہیں۔ سونا۔ دل و دماغ کو حرارت عزیزی کو تقویت دینے والا فہم و فکر کو تیز کرنیوالا اور معدہ جگر اور تلی کو ضعف کو دور کرنیوالا امراض سوداوی اور خفقان توحش غم خزن جنون درد مرع کو نفع دینے والا ضعف باہ اور ضعف گردہ کو رفع کرتا ہے قلب میں اسقدر تفریح پیدا کرتا ہے کہ خواہ مخواہ ہنسنے کو دل چاہتا ہے الغرض عجیب غریب چیز ہے اس ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے قیمت فی خوراک ۶ ر سینکڑہ خوراک ...

۴۔ **حب مقوی اعصاب** ؛ یہ گولیاں ہر ایک قسم کے ضعف اعصاب میں واقعی اندر مسیحائی اثر رکھتی ہیں ضعف باہ اور ضعف دماغ اور ضعف معدہ کے لئے مفید ہیں باقاعدہ مسلسل کے بعد مایوس العلاج مریض لقوہ وغیرہ میں مبتلا بھی بفضل خدا صحتیاب ہوگئے ہیں قیمت فی سینکڑہ صہ ر ایک روپیہ میں ۱۶ گولی ......

۵۔ **سرمہ مروارید** ؛ یہ سرمہ بصارت کیلئے ایک اکسیر ثابت ہوا ہے جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے اور بوڑھوں کے لئے از نو بصارت عطا فرماتا ہے پرانے گردن کیلئے بھی نہایت مفید ہے کیونکہ نہو نہایت قیمتی اجزا مروارید اور ممیران سے تیار کیا گیا ہے قیمت

۶۔ **اکسیر سوزاک** ۔ سالہا سال کے تجربہ اور تلاش کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے جو نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل خدا ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے قیمت ایک ہفتہ ..... عہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

حکیم صاحب نہایت مخلص اور پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانہ تجربہ رکھتے ہیں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کروانے تھے اخلاص اور محبت کی تیار کیگئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی۔

محمود احمد

ملنے کا پتہ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ